نصیحت

علامہ اقبال کی ایک نظم

تفہیم: سید قاسم محمود

میں نے اقبالؔ سے ازراہِ نصیحت یہ کہا
عاملِ روزہ ہے تو ' اور نہ پابندِ نماز
تو بھی ہے شیوۂ اربابِ ریا میں کامل
دل میں لندن کی ہوس' لب پہ ترے ذکرِ حجاز
جھوٹ بھی مصلحت آمیز ترا ہوتا ہے
تیرا اندازِ تملّق بھی سراپا اعجاز
ختم تقریر تری مدحتِ سرکار پہ ہے
فکرِ روشن ہے ترا موجدِ آئینِ نیاز
درِ حکّام بھی ہے تجھ کو مقامِ محمود
پالسی بھی تری پیچیدہ تر از زُلفِ ایاز
اور لوگوں کی طرح تو بھی چھپا سکتا ہے
پردۂ خدمتِ دیں میں ہوسِ جاہ کا راز
نظر آجاتا ہے مسجد میں بھی تو عید کے دن
اثرِ وعظ سے ہوتی ہے طبیعت بھی گداز
دست پرور ترے ملک کے اخبار بھی ہیں
چھیڑنا فرض ہے جن پر تری تشہیر کا ساز
اس پہ طرّہ ہے کہ تُو شعر بھی کہہ سکتا ہے
تیری مینائے سخن میں ہے شرابِ شیراز
جتنے اوصاف ہیں لیڈر کے' وہ ہیں تجھ میں سبھی

تجھ کو لازم ہے کہ ہو اُٹھ کے شریکِ تگ و تاز
غمِ صیاد نہیں اور پر و بال بھی ہیں
پھر سبب کیا ہے نہیں تجھ کو دماغِ پرواز
''عاقبت منزلِ ما' وادیٔ خاموشاں است
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز''

پس منظر: علامہ اقبال کے پہلے مجموعۂ کلام ''بانگِ درا'' میں شامل یہ نظم سیاسی اور مذہبی رہنماؤں پر شدید طنز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اقبال نے موجودہ عہد کی مانند اپنے عہد کے بھی ان لوگوں کا کردار منافقت اور مصلحت آمیزی پر مبنی پایا' لیکن اُن پر براہِ راست طنز کرنے کی بجائے اقبال نے اپنی ذات ہی کو ہدف بنایا ہے' اگرچہ طنز کا ہدف ہمارے یہ رہنما ہی ہیں۔ نظم کا آخری شعر حافظ شیرازی کا ہے۔ یہ نظم حافظ کے اسی شعر کی تضمین ہے۔

مشکل الفاظ: اربابِ ریا: ریاکار لوگ۔ تملّق: خوشامد۔ موجد: ایجاد کرنے والا۔ مقامِ محمود: پسندیدہ مقام۔ قرآن مجید میں رسول کریم ﷺ سے مقامِ محمود کا وعدہ کیا گیا ہے: عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (قریب ہے کہ آپ کا ربّ آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے)۔ اس سے مراد قربِ الٰہی کا نہایت بلند مقام ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اقبال نے ''مقامِ محمود'' کے لفظی معنی پسندیدہ مقام کے علاوہ خاص قربتِ الٰہی کے معنی بھی پیش نظر رکھے ہوں۔ دست پرور: لفظی معنی ہاتھ کے پالے ہوئے۔ احسان مند۔ تشہیر: شہرت دینا۔

تشریح: میں نے اقبال سے نصیحت کے طور پر کہا کہ تو روزے بھی نہیں رکھتا اور نماز بھی نہیں پڑھتا۔ ریاکاروں کے طور طریقوں میں تو کمال حاصل کر چکا ہے۔ تیرے دل میں تو یہ ہوس بھری ہوئی ہے کہ لندن پہنچے اور زبان پر مکہ مدینہ کا ذکر رہتا ہے۔ جھوٹ بھی تو ضرور بولتا ہے' اور جب اس کے متعلق پوچھ گچھ ہوتی ہے تو عذر میں کوئی نہ کوئی مصلحت پیش کر دیتا ہے۔ تو نے خوشامد اور چاپلوسی کا جو وطیرہ اختیار کر رکھا ہے' وہ تو سراسر معجزہ اور کرامت نظر آتا ہے۔ تو تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اسے حکومتِ وقت کی تعریف و ستائش پر ختم کرتا ہے۔ تیری روشن خیالی نے نیازمندی اور منکسر المزاجی کے نئے نئے طریقے ایجاد کر لئے ہیں۔ تو افسرانِ بالا کے دروازے کو پسندیدہ مقام سمجھتا ہے اور اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کو اپنی عزت و تکریم کا ذریعہ جانتا ہے۔ تیری حکمت عملی واقعی بڑی پیچ دار ہے۔ کہنا چاہیے کہ پیچ و خم میں وہ ایاز کی زلف سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ عام لوگوں کی طرح تیرا طریقہ بھی یہ ہے کہ

عہدے اور منصب کی دنیاداری کو دین کی خدمت کے پردے میں چھپا لیتا ہے' یعنی اگرچہ تیری خواہش یہ ہوتی ہے کہ حکومت سے کوئی اونچا منصب مل جائے' لیکن قوم کے سامنے یوں ظاہر کرتا ہے کہ جیسے دین کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف ہے۔

ہاں تو مسجد میں بھی نظر آتا ہے' لیکن عید کے دن اور مسلمانوں کو دکھانے کے لئے کہ تُو نمازی بھی ہے۔ وعظ سنتا ہے تو اُس کے اثر سے کسی قدر آنسو بھی بہا لیتا ہے۔ ملک کے اخبارات کو تُو نے اپنا ممنونِ احسان بنا رکھا ہے۔ وہ تیرے اشارے پر تیری پبلسٹی کرنا اپنا فرض خیال کرتے ہیں۔ وہ ہر وقت تیری شہرت اور نیک نامی کے گن گاتے رہتے ہیں۔ ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ کہ تُو شعر بھی کہہ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ تیری شاعری کی صراحی میں شیراز کی شراب بھری ہوئی ہے۔ غرض ایک رہنما میں جتنے بھی اوصاف اور خصوصیات ہونے چاہئیں' وہ سب تجھ میں موجود ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تو عوام کی طرح اپنے لیے سعی و کوشش کو لازم نہیں سمجھتا۔ تجھے صیاد کی بھی فکر نہیں' اور تیرے بال و پَر بھی موجود ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تجھے پرواز کا خیال نہیں آتا۔ آخر سب کی منزل قبرستان ہے۔ سب کو بالآخر مرنا ہے' لیکن جب تک موت نہ آئے' اُس وقت تک تو غلغلہ' ہنگامہ آرائی اور سعی و کاوش جاری رہنی چاہیے۔

اس نظم میں دراصل مسلمانوں کے ریاکار اور برخود غلط رہنماؤں کا خاکہ اڑایا گیا ہے' جن کے اوصاف عام طور پر یہ ہوتے ہیں:

احکامِ شریعت میں سے نماز روزے جیسے بنیادی فرائض سے لاپروائی
پرلے درجے کی ریاکاری اور مصلحت آمیزی
جھوٹ اور خوشامد
ہر حال میں حکومت کی تعریف و تحسین
حکام کی نیازمندی کو وجہِ عزت سمجھنا
پُرپیچ' دوغلی حکمت عملی
دُنیوی حرص و ہوس کو خدمتِ دین کا لبادہ پہنانا۔
وعظ سن کر ریاکاری سے آنسو بہانا۔
اخبارات کو کچھ دے دلا کر اُن کو اپنے ہاتھ میں رکھنا اور اُن سے اپنی تعریف میں مضمون لکھواتے رہنا۔